قرآن کا پیغام
مسلمانوں کے نام

مرتبہ

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری



شعبہ اشاعت دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو (یوپی)

ہدیہ

تعاون برائے دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

Donation for **Darul-Uloom Qadiria**
Chraiyakot, Mau (U.P.) 276129

دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو کا بینک اکاؤنٹ

Banking Details

ZILA SAHKARI BANK

Chiraiyakot, Distt. Mau

A/c 000402200000889

IFSC Code: ICIC00ZSMAU

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کا پیغام.....
.....مسلمانوں کے نام

مرتب
(مولانا) محمد عبد المبین نعمانی قادری

ناشر

شعبہ اشاعت دار العلوم قادریہ
چریاکوٹ، ضلع مئو، (یوپی)
Pin. 276129

ہدیہ: تعاون دار العلوم قادریہ چریاکوٹ

فہرست مشمولات



قرآن کا پیغام: مسلمانوں کے نام

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ قرآن حکیم اللہ رب العالمین کا کلامِ ہدایت نظام ہے اور اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں کہ یہی انسانوں کے لیے ذریعہ نجات وفلاح بھی ہے، اس کو سر آنکھوں پر رکھنے والی قومیں اٹھتی، ترقی کرتی ہیں اور اسے نظر انداز کرنے والی قومیں تباہ وبرباد ہوتی ہیں اور پھر قعرِ مذلت (ذلت کے گڑھے) میں گرتی ہیں، حضور اقدس رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہی صفت بیان فرمائی ہے۔

”عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم:«إِن الله يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ» . رَوَاهُ مُسلم“ (مشکاۃ المصابیح، ص:۱۸۴)

بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب حکیم کے ذریعہ کچھ لوگوں کو رفعت وبلندی عطا فرمائے گا (یعنی جو اس پر عمل کریں گے) اور کچھ قوموں کو ذلیل کرے گا جو اس کو نظر انداز کریں گے۔ لہذا قرآن کریم کا ایک ایک سبق جو ہمارے لیے سرچشمہ ہدایت اور ذریعہ نجات ہے ہمیں اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں سمونے اور اس کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، افسوس کہ آج قرآن جیسی عظیم کتاب الٰہی کو صرف قرآن خوانی کی کتاب سمجھ لیا گیا ہے، جو ہماری بہت بڑی بھول ہے۔ جب کہ قرآن پاک کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، ذیل میں قرآن عظیم کے چند دروس (اسباق) مختصر تشریح کے ساتھ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے کہ انھیں دلوں میں جگہ دی جائے اور ان کے ذریعے اپنی اور اپنے معاشرے کی اصلاح کی جائے۔

اب قرآن ہی سے قرآن کا پیغام ملاحظہ کریں۔

☆ قرآن کتاب ہدایت ہے ☆

''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ ''(البقرہ، ۲/۲)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں، ہدات ہے ڈروالوں کو۔(کنزالایمان)

جب قرآن کے کلام الٰہی ہونے اور کتاب ہدایت ہونے میں شک نہیں اور ہماراایمان بھی اس پر ہے تو پھر ہم کیوں اس سے ہدایت نہیں حاصل کرتے اور اس کی باتوں پر توجہ کیوں نہیں کرتے، قرآن نے ہدایت حاصل کرنے والوں میں متقین کی قید لگائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن ہدایت توسب کے لیے ہے مگر اس سے پورا پورا نفع وہی حاصل کرتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور وہ پرہیزگار بھی ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آج جو لوگ قرآن سے ہدایت نہیں حاصل کرتے وہ وہی ہیں جو خدا سے ڈرتے نہیں، اور اگر وہ قرآن کو سرے سے کتاب ہدایت مانتے ہی نہیں تو مسلمان ہی نہیں۔ آج معاشرے کی ساری خرابیوں کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے تعلیماتِ قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ دنیا کی ساری کتابوں کی طرف ہماری بھرپور توجہ ہے، اور توجہ نہیں ہے تو قرآن کی طرف، آج دنیاوی تعلیم کی طرف تیزی سے لوگ بھاگ رہے ہیں۔ اور اتنی ہی تیزی سے قرآن کو چھوڑتے جارہے ہیں، اکثریت کا یہی حال ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم میں زیادہ تر لوگ نام کے مسلمان ہیں کیوں کہ نہ ہمیں خدا کے حکم پر چلنا ہے اور نہ ہی جن سے اس نے منع کیا ہے ان سے بچنا ہے۔ ایک آزادانہ زندگی ہے ہماری کہ جانوروں کی طرح جو چاہا کھایا جو چاہا پیا، نہ حلال کی فکر ہے نہ حرام کا خوف، نہ شرم نبی نہ خوف خدا۔ اللہ ہمارے دلوں کو تقوی سے بھردے۔ ار قرآن کی عظمت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ آمین

☆ قرآن ہدایت و نصیحت ہے ☆

''هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾'' (آل عمران: ۱۳۸/۳)

یہ (قرآن) لوگوں کو بتانا (سکھانا) اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔(کنزالایمان)

یہ قرآن، کتاب احکام بھی ہے اور کتاب نصیحت بھی، لیکن اس سے نصیحت تو تقوی والے ہی قبول کرتے ہیں۔ آج ہم میں نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت اس لیے مفقود نظر آرہی ہے کہ ہم میں تقوی کا عنصر ہی غائب ہوتا جارہا ہے، افسوس کہ یہی پہلو آج ہماری نظروں سے اوجھل ہے، ساری تگ ودو اور توجہ دنیا کی چمک دمک کی طرف مرکوز ہوکر رہ گئی ہے۔ آخر ہم کیوں نہیں غور کرتے کہ قرآن تمام تر ہماری ہی ہدایت وموعظت کے لیے آیا ہے، تاکہ ہم اس پر چلیں اور دوسروں کو بھی چلنے کی دعوت دیں، خود نصیحت حاصل کریں اور دوسروں کو اس کی تلقین کریں، گزشتہ انبیاے کرام کو جھٹلانے والی قوموں کے دردناک عذاب اور ان کے برے انجام سے نصیحت حاصل کرنا، یہ قرآن کا ایک خاص پیغام ہے جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی نافرمانی اور سرکشی کرکے اللہ کے عذاب کے مستحق بن جائیں۔ اللہ ہمیں نصیحت کی توفیق دے۔ آمین

قرآنی دعوتِ اتحاد:

" وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْاؕ " (آل عمران:۳/۱۰۳)

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (کنز)

حبل اللہ (اللہ کی رسی) کی تفسیر میں بہت قول ہیں، حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا حبل اللہ سے جماعت مراد ہے اور فرمایا تم جماعت (اہل حق) کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (خزائن العرفان)

حبل اللہ کی تفسیر میں دوسرے اقوال کو، قرآن مراد لینے میں سمیٹا جاسکتا ہے، یعنی قرآن کو مضبوطی سے تھام لو۔ اس میں اسوہ رسول بھی آگیا، اور سنتِ صحابہ واہل بیت بھی اور اہل حق کی جماعت بھی کہ یہ سب ہی قرآن کے پیرو ہیں۔

قرآن کو سب مل کر مضبوطی سے تھامنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآنی ہدایات وتعلیمات

کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ درست رکھیں اور قرآنی احکام پر ایمان ویقین کے ساتھ عمل پیرا رہیں، یہی اتحاد واتفاق قرآن کا مطلوب ہے اور اسی میں عزت وو قار اور سلامتی وامن کا حصول ہے۔

آج آپس میں بہت سے اختلافات ہماری عملی کمزوریوں اور اخلاقی پستیوں کی وجہ سے رونما ہوجایاکرتے ہیں یہ بھی قرآنی ہدایات پر عمل نہ کرنے کا شاخسانہ اور نتیجہ ہے قرآن جہاں ایمان وعقیدے کی درستی کی تعلیم دیتاہے اور احکام شرع بیان کرتا ہے وہیں اخلاقی قدروں کو بھی اجاگر کرتاہے اور اصلاح معاشرہ پر بھی زور دیتاہے، جیساکہ قرآن پاک کے متعدّد مقامات پر اس بات کو واضح کیاگیاہے۔اس آیت کریمہ میں قرآن کی بنیاد پر اتحاد کی دعوت دی گئی ہے لہذا جو قرآن کو نہیں مانتا یا محض ماننے کا تو دعوی کرتا ہے مگر کچھ آیات کا انکار بھی کرتا ہے جیسے کچھ لوگ حضور اکرم ﷺ کی عظمت وفضیلت والی آیات کا انکار کرتے ہیں اور سرکار کو محض اپنے جیسا بشر کہتے ہیں۔ اللہ نے جن آیات میں اپنے رسول گرامی ﷺ کے علم غیب کا بیان کیا ہے، ان کا انکار کرتے ہیں یاان کی گمراہانہ تفسیر بیان کرتے ہیں، جواللہ کی مراد نہیں۔ جیساکہ ارشاد باری ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن،آیت:۲۶،۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یعنی حقیقی غیب تو اللہ ہی جانتاہے اور وہ اپنی مرضی سے جسے چاہے عطافرماتاہے تو اس کے دینے سے اس کے رسولوں کو غیب کا علم ہوتاہے۔یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

جب کہ ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کو غیب کا علم ذاتی ہے، اس نے اپنے رسول کو اپنی عطا سے غیب کا علم دیا ہے، تو جو پورے قرآن پر ایمان لاتا ہے اس سے اتحاد ضروری ہے اور جو کچھ مانے، کچھ نہ مانے وہ اس لائق ہرگز نہیں کہ اس سے اتحاد رکھا جائے۔ اللہ تعالی ہمیں قرآن کی بنیاد پر اتحاد واتفاق کی توفیق دے۔ آمین

☆ نیک مومن کے لیے ثواب کی بشارت ہے ☆

”اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ﴿۲﴾“(الکھف: ۱۸/۱-۲)

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر کتاب (قرآن) اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی، عدل والی کتاب کہ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت ہے کہ ان کے لیے اچھا ثواب ہے۔ (کنز)

ان آیات سے ذیل کی باتیں ثابت اور واضح ہوئیں۔

(۱) اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن خدا نے ہی نازل فرمایا ہے، لہذا یقینا قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

(۲) اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ذرا بھی کجی کمی نہیں، ہر طرح سے کامل اور مکمل کتاب ہے اس میں نہ لفظی کمی ہے نہ معنوی نقص ہے۔ تو پھر اس پر ایمان لانے کے بعد اسی پر چلنا لازم ہے ادھر ادھر دیکھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں، بہت سے لوگ قرآن نہیں پڑھتے، دنیا کے دوسرے لوگوں کی خوبیاں بیان کرتے ہیں گویا انھیں لگتا ہے کہ قرآن میں کچھ کمی ہے، حالاں کہ یہ ان کے مطالعے کا قصور ہے گھر کی دولت اور کھرے سونے پر نظر نہیں ڈالتے، دوسروں کے کھوٹے سکوں پر للچائی نظر ڈالتے ہیں، انھیں اپنی کمزوری کا احساس کرنے اور اس کے ازالے کی فکر کرنی چاہیے۔

(۳) یہ کتاب عدل وانصاف کی حامل ہے، جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا عدل وانصاف کا فیصلہ ہوگا۔ اور اس پر چلنے والا صراط مستقیم پر چلنے والا ہوگا۔ لہذا اس کتاب سے ہٹ کر کہیں اور دیکھنا پرلے درجے کی نادانی ہے، اور اسے چھوڑنا سراسر نقصان کا باعث ہے، آج کے

ہمارے مسلمان بھائی ان آیات پر غور کریں اور اپنی توجہات کا قبلہ تبدیل کریں تاکہ دنیاوآخرت کی سرخروئی سے شاد کام ہوں اور ذلت ونکبت کے گڑھے سے نکل کر عزت ووقار کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جائیں۔اور یہی اصل کامیابی ہے۔

(۴) جس نے اس کتاب حکمت وہدایت کو ہر کجی سے پاک مانا اور ایمان لاکر اپنی آخرت سنواری اس کو یہ کتاب ثواب آخرت کی خوش خبری دیتی ہے، اور جو منکر ہوا اس کو یہ کتاب سخت عذاب کی وعید سناتی ہے۔لیکن افسوس کہ آج اس کتاب مبارک کو ماننے والے بھی ایسی بدعملی کا شکار ہیں کہ گویا یہ اسے مانتے ہی نہیں۔لہذا آج کے بے عمل مسلمانوں کو اپنی بدعملی کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

☆ قرآن بیمار دلوں کا علاج ہے ☆

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ "(یونس:۱۰/۵۷)

اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔(کنزالایمان)

مفسر قرآن صدر الافاضل علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت نہایت جامع اور موثر کلمات تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت وشفا وہدایت ورحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب عظیم ان عظیم فوائد کی جامع ہے۔

موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب (پسندیدہ) کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔(علامہ) خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔

شفا: سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے، دل کے امراض، اخلاق ذمیمہ، عقائد فاسدہ اور جہالت مہلکہ (ہلاک کرنے والی جہالت) ہیں۔ قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔

ہدایت: قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا، کیوں کہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے۔

رحمت: اور ایمان والوں کے لیے رحمت اس لیے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

رحمت کا ایک معنیٰ مغفرت او راحسان ہے یعنی قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل سبب مغفرت اور ذریعہ احسان ہے۔

اس آیت میں قرآن کی چار صفات کا بیان ہے۔ اور خطاب ایمان والوں سے ہے، لہٰذا اہل ایمان کو ان معانی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے یعنی یہ قرآن ہمارے لیے نصیحت بھی ہے شفا بھی، ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی، اس ایک قرآن میں وہ سب کچھ ہے جو دنیا وآخرت میں ایک بندے کے لیے ضروری ہے، اب اگر ہم ایمان والے اپنی بصیرت کی آنکھیں نہ کھولیں، امراض روحانی کا علاج نہ کریں، ہدایت ورہ نمائی نہ حاصل کریں، اس کی رحمت وبرکت سے حصہ نہ لیں تو اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ دریا بہ رہا ہے اور ہم ساحل پر پیاسے کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں نہ لبوں کو تر کر رہے ہیں، نہ پیاس بجھا رہے ہیں نہ دلوں کو سرور بخش رہے ہیں، نہ آنکھوں کو نور۔

☆ قرآن کریم کی پیروی کرو کہ تم پر رحم ہو ☆

"وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾"

(الانعام:۶/۱۵۵)

اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔(کنزالایمان)

یعنی یہ کتاب برکت والی ہے، اس میں بڑا نفع ہے بڑی برکت ہے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں اس کا فائدہ عام ہے، اس میں قیامت تک کوئی تحریف و تبدیل نہیں کر سکتا، تو ایسی عظیم الشان کتاب ضرور اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اس لیے حکم ہو رہا ہے اس کی اتباع کرو یعنی اس کے اوامر پر عمل کرو اور نواہی سے بچو یہی پرہیزگاری ہے۔ تو اس کا فائدہ یہ ملے گا کہ تم پر اللہ کی طرف سے تم پر رحم ہوگا، اور جو اس کتاب مبارک سے دوری اختیار کرے گا، اس کی اتباع نہیں کرے گا وہ رحمت خداوندی سے محروم رہے گا۔

آج ہر آدمی چاہتا ہے کہ خوش و خرم رہے، اسے ہر طرح کی عزت و شوکت ملے، اور آخرت میں بھی جنت کا اعلی مقام حاصل ہو۔ مگر وہ اتباع قرآن اور پابندی شریعت سے بھی کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کھیت جوتا نہ جائے، اس میں بیج بھی نہ ڈالا جائے اور امید رکھی جائے غلے کی، اہل ایمان کو اس آیت پر خوب غور کرنے کی ضرورت ہے اگر قرآن پر ایمان ہے، دنیا وآخرت کی بھلائی مطلوب ہے تو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ قرآن کی اتباع کی جائے اور پرہیزگاری اختیار کر کے قلب و قالب دونوں کو درست کیا جائے یعنی ظاہر و باطن دونوں کو سنوار نے کی کوشش کی جائے تو ضرور ہم رحمت خداوندی کے مستحق ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف پڑھنے کے لیے نہیں بلکہ عمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔

☆ نماز خود پڑھو، اہل و عیال کو پڑھاؤ ☆

”وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾“ (طٰہٰ: ۱۳۲/۲۰)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں

مانگتے ہم (ہی) تجھے روزی دیں گے۔

اس سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ صرف خود نماز پڑھنا کمال نہیں گھر والوں کو بھی نمازی بنانا گھر کے ذمہ دار پر واجب ہے۔ آج وہ لوگ غور کریں جو اکیلے نماز کی پابندی کر کے خوش ہیں کہ ہمیں تو جنت مل ہی جائے گی، ایسا نہیں ہے اہل وعیال کو نماز کا حکم دینا بلکہ انھیں نمازی بنادینا بھی ضروری ہے، اسی لیے دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ“ (التحریم:۶۶/۶)

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

یعنی خود بھی نیک بن کر جہنم سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو بھی نیک اور نمازی بنا کر جنت کا مستحق بناؤ، پھر وہ جو خود بھی نماز نہ پڑھے اور گھر والوں کو بھی تاکید نہ کرے وہ کتنا بڑا گنہ گار اور مجرم ہے ذرا سوچنا چاہیے۔ آخر میں یہ بھی آیا کہ روزی رساں ہم خود ہیں تمھیں صرف محنت کرنا ہے، ایسا نہ ہو کہ تلاش رزق میں پڑ کر نماز جیسی اہم عبادت کو ہی چھوڑ بیٹھو، رزق بھی تلاش کرو اور نماز بھی پڑھتے رہو۔ ایسا کرو گے تو رحمت خداوندی تمھارے ساتھ ہوگی، توفیق ایزدی تمھارا سہارا بنے گی، اور آخرت کی گرفت سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔ بظاہر یہ حکم سرکار ﷺ کو دیا گیا ہے لیکن یہ عام ہے، ہر امتی اس کا مامور و مکلف ہے، سرکار اقدس ﷺ کے عمل کا یہ حال تھا کہ جب نماز صبح کے لیے نکلتے تو حضرات علی وفاطمہ کو بھی نماز کے لیے بیدار فرماتے۔

☆ اصلاح معاشرہ کے دو اہم قرآنی پہلو ☆

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾“ (النور:۲۴/۳۰)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز)

یہ خاص مردوں کے لیے تھا اب خاص عورتوں کو حکم ہو رہا ہے:

”وَ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾“ (النور: ۳۱/۲۴)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطے کہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔

اور زمین پر اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! (مرد و عورت) سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان)

آج معاشرے کی تمام تر خرابیاں مردوں اور عورتوں کی بے پردگی اور بے راہ روی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں اس لیے قرآن نے دونوں فریق کو اپنی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور پارسائی کی

حفاظت کی تاکید کی ہے مگر افسوس کہ آج فیشن کی محبت میں اور تعلیم کو بہانا بنا کر قرآن پاک اور شریعت اسلامیہ کے سارے احکام کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے، اور شرم وحیا کی جو تھوڑی بہت رمق باقی تھی اسے فحش ٹی وی اور گندے گانوں نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے، مخلوط تعلیم۔ طالبات کا بن سنور کر بے پردہ نکلنا، اور آزادانہ لڑکیوں کا ہوسٹلوں میں رہنا، غیر محرم جوانوں سے ہنسی کھیل کرنا، یارانہ گانٹھنا یہ وہ برائیاں ہیں جو آئے دن قیامت بن کر ہمارے سروں پر ٹوٹتی رہتی ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ خواب غفلت سے بیدار ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جہاں اصلاح کے نام پر کچھ کہیے، مولویانہ بڑکہ کر ٹال دیا جاتا ہے، ایسے لوگ چاہے مرد ہوں یا عورت اگر مسلمان ہیں، اللہ ورسول اور قیامت پر ایمان ہے، قرآن کو اللہ کی کتاب اور ہدایت کا ذریعہ ہونے پر یقین رکھتے ہیں تو ذرا مذکورہ آیات کو ایمان کی نگاہوں سے تلاوت کریں اور معانی پر غور کرتے ہوئے عمل کی کوشش کریں کہ اسی میں بھلائی اور نجات ہے۔

☆ کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا؟ ☆

ایمان والوں کو خطاب کر کے اللہ تعالی فرماتا ہے:

"اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَلَا یَكُوۡنُوۡا كَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَ كَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾" (الحدید:۵۷/۱۶)

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اُترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں، (یعنی دین سے نکل جانے والے)۔

ذرا شان نزول ملاحظہ کریں اور سبق لیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں، فرمایا: تم ہنستے ہو، ابھی تک تمھارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمھارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: اتنا ہی رونا۔ (تفسیر خزائن العرفان، روح المعانی: ۱۳۰/۷ ۵۳)

اس آیت میں ذکر الٰہی اور تلاوت کلام الٰہی کے لیے خشوع یعنی دلوں کی نرمی، اور آہ وبکا کی دعوت دی گئی ہے اور جو ذکر و تلاوت سے کنارہ کش رہتا ہے اس کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ تم کیسے مومن ہو کیا تمھارے پاس گداز قلبی کی دولت نہیں؟ پیغام کلام الٰہی سن کر تمھارے اندر رقت و تاثر کی کوئی لہر کیوں نہیں پیدا ہوتی، رب السموات والارض کی گفتگو سن کر تمھاری آنکھوں میں نمی کیوں نہیں آتی؟ آنسوؤں کے قطرے کیوں نہیں ٹپکتے؟ تمھارے دل کی دنیا تہ و بالا کیوں نہیں ہوتی؟ کبھی تم نے سوچا؟ کبھی تم نے غور کیا؟ اگر نہیں تو ابھی وقت باقی ہے، اپنی فکر کو مہمیز کرو، عقل کو حرکت دو، تدبر کو کام میں لاؤ، اپنے ایمان کا امتحان لو اور خشیت ربانی کے پیکر بن جاؤ، اور دردِ محبت کا مزہ لوٹو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عبادتیں، تلاوتیں، اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھیں، وہ خود تلاوت کرتے ہوئے روتے، کوئی ان کے سامنے تلاوت کرتا، آبدیدہ ہوجاتے، چناں چہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب اس آیت کی تلاوت کرتے تو گریہ کناں ہو جاتے (یعنی رونے لگتے) اور کہتے، کیوں نہیں اے رب! کیوں نہیں اے رب! (بلی یارب بلی یارب)

خشیت خداوندی اور گداز قلبی کا ایک واقعہ اور دیکھیں اور عبرت کے سانچے میں ڈھل جائیں:

حضرت سُلمی، شیخ احمد بن ابی الحواری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ کی ایک سڑک پر جارہے تھے اچانک میں نے ایک خوف ناک چیخ سنی، مڑکر دیکھا تو ایک آدمی غش کھاکر گرا ہوا ملا، میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک صاحب دل آدمی تھا، اس نے ایک آیت سنی، غش کھاکر گر گیا، میں نے کہا وہ کون سی آیت تھی۔ لوگوں نے بتایا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا:

''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ'' (الحدید:۱۶/۵۷)
کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل نرم پڑ جائیں اللہ کے ذکر اور اس قرآن کے لیے جو حق نازل ہوا ہے۔

ہماری گفتگو سن کر وہ آدمی ہوش میں آگیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

أمـــا آن للهجـــران أن يتصـــرما وللغصن غصن البان أن يتبسما
وللعاشق الصب الذي ذاب وانحنى ألـم يأن أن يبـكى عليه ويـرحـما
كتبت بمـــاء الشوق بين جوانحي كتـابا حكى نقش الوشي المنمنما

(۱) کیا ابھی ہجر (جدائی) کے خاتمے کا وقت نہیں آیا۔ کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی جب کہ درخت بان کی ٹہنی مسکرانے لگے۔

(۲) کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ وہ عاشق جو گل گیا اور کمر خمیدہ ہو گیا اس پر رویا جائے اور ترس کھایا جائے۔

(۳) میں نے شوق کے پانی سے اپنے پہلوؤں کے درمیان ایک ایسی کتاب لکھی جو منقش کپڑے کی حکایت بیان کر رہی ہے۔

پھر تین بار ''إشكال إشكال إشكال'' کہا پھر غش کھا کر گرا ہم لوگوں نے جب حرکت دی تو مردہ پایا، (روح المعانی: ۵۳/۷/۱۳، المکتبۃ التوفیقیہ، قاہرہ)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے ایک بار یہ آیت پڑھی گئی اس وقت ان کے پاس تمامہ کے کچھ لوگ تھے وہ رونے لگے اور خوب زور سے روئے تو صدیق اکبر نے انھیں دیکھ کر فرمایا: ہم بھی ایسے ہی تھے ہماری حالت بھی ایسی ہی تھی (یعنی ہم صحابہ کا بھی یہی حال تھا) یہاں تک کہ اب دل سخت ہو گئے، لوگوں کی وہ کیفیت باقی نہیں رہی۔ (روح المعانی ایضا)

اسی آیت سے متعلق مشہور ولی اللہ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ کا بڑا انقلاب آفریں اور عبرت و نصیحت سے بھرا واقعہ ہے، آپ کا پیشہ ہی ڈاکا زنی تھا مگر اس میں بھی وہ مروت

کا انداز اختیار کرتے جس کے پاس تھوڑا مال ہوتا اسے نہ لیتے، یوں ہی عورتوں کو نہ لوٹتے، جوانی کے عالم میں ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے، اس کے عشق میں مست رہتے جو کچھ کماتے یا لوٹتے اس کے قدموں میں نثار کر دیتے۔ اسی عالم رنگ وعشق میں زندگی گزار رہے تھے کہ ایک قافلہ گزرا۔ اس قافلے میں ایک شخص اونٹ پر بیٹھا ہوا قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اچانک جب حضرت فضیل کے پاس سے گزرا تو اس کی زبان پر قرآن پاک کی یہی آیت تھی: ”اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ“ (الحدید)

یعنی کیا ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کی یاد اور جو قرآن نازل ہوا اس کے لیے جھک جائیں، نرم پڑ جائیں۔

یہ سنتے ہی ایک ایسا سماں بندھا کہ گویا ایک برق تھی جو کوندگئی عبرت ونصیحت کا ایک تیر تھا جو جگر میں پیوست ہو گیا، محبت کی ایک چنگاری تھی جس نے خرمن دل میں آگ لگادی پھر آپ نے فرمایا: آگیا، آگیا، (یعنی وہ وقت آگیا) کہتے ہوئے بے تابانہ نکل کھڑے ہوئے، زار زار روتے اور جنگل میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے، اسی عالم خود رفتگی میں تمام گناہوں سے سچی توبہ کی جس کا مال لوٹا تھا اگر جانتے تو اس کے پاس جاتے اس کا مال لوٹاتے یا اس سے معاف کراتے۔ انھیں میں ایک شقی القلب (سخت دل) یہودی بھی تھا، وہ کسی طرح معاف کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا، پہلے اس نے ایک ریت کے ٹیلے کو اٹھا کر پھینک دینے کی شرط لگادی، جو ہوائے غیبی (یعنی بہ امداد الٰہی) سے راتوں رات فنا ہو گیا۔ پھر بولا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک تو میرا مال واپس نہ کرے گا میں معاف نہیں کروں گا۔ میرے سرہانے روپیوں کی تھیلی گڑی ہے وہ زمین سے نکال کر مجھے دے دے، آپ نے اسی وقت تھیلی نکال کر اس کے حوالے کر دی۔ یہودی یہ دیکھ فوراً مسلمان ہو گیا، بولا میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے تو وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ ڈالے تو سونا ہو جاتی ہے۔ میں نے ایک تھیلی خاک سے بھری ہوئی رکھ لی تھی اب مجھے پتہ چلا کہ تیری توبہ بھی سچی تھی اور تیرا دین بھی حق ہے۔ (محفل اولیا، ص: ۴۸ - ۴۹)

آج ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ سے غفلت عام ہے، ہر طرف دنیا ہی دنیا کی دھوم ہے، دنیا کو پیدا کرنے اور بنانے والے کی طرف شاید و باید ہی کوئی توجہ دیتا ہے، دلوں کو زنگ لگ چکے ہیں، گناہوں کی سیاہی کے خول چڑھ گئے ہیں کہ نہ نصیحتیں کام کرتی ہیں نہ ذکر و فکر کی طرف رغبت ہو رہی ہے۔ طرح طرح کے امراض نے ہمارے پورے معاشرے کو جکڑ رکھا ہے، جس قدر لوگ آرام و راحت کے طالب ہوتے ہیں اسی قدر مشکلات اور مصائب کے شکار ہوتے جا رہے ہیں لیکن افسوس کہ پھر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں، آخرت یاد نہیں آتی، حساب و کتاب کی فکر دلوں کو نرم نہیں کرتی، عذاب الٰہی کا خوف دلوں میں نہیں سماتا، عبادت و ذکر الٰہی کے لیے وقت نہیں نکالا جاتا، دنیا کے تمام کاموں کے لیے وقت ملتا ہے، جب نماز کے لیے کہا جاتا ہے تو جواب یہی ملتا ہے کہ کیا کروں وقت نہیں ملتا، حیرت ہے اور ہزار افسوس کہ جو وقت کا خالق اور ہمارے پورے وجود کا مالک ہے اس کے لیے وقت کی قلت کا شکوہ کیا جاتا ہے، یہ سب دل کی سختی اور خشیت کی کمی بلکہ فقدان کا نتیجہ ہے، جب کہ خدا کے خوف سے اگر آنکھیں نم ہو جائیں تو اس کے لیے جنت کی بشارت ہے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر اعمال صالحہ کا راستہ آسان بھی ہو جائے، رسول گرامی وقار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلاَ يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ.(جامع الترمذی، ابواب الزہد:۲/۵۵،مجلس برکات، مبارک پور)

وہ آدمی جہنم میں نہیں جائے گا جس کی آنکھیں اللہ کی خشیت (خوف) سے نم ہو گئیں یہاں تک کہ دودھ دوبارہ تھن میں چلا جائے، اور جو اللہ کی راہ میں چلا اور اس سے غبار اڑا تو وہ غبار اور جہنم کا دھواں دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ (ترمذی:۲/۵۵)

افسوس آج خشیت اٹھتی جا رہی ہے خوف خدا میں رونے کا تو تصور ہی عنقا ہوتا جا رہا ہے اور فکر آخرت کی تو بات ہی کرنا بے سود سمجھا جا رہا ہے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

☆ زنا کے قریب بھی مت جاؤ ☆

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾" (پ۱۵، بنی اسرآءیل:۳۲)

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔ (کنز)

یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہٰذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت، عورت کی بے پردگی ،تنگ اور چست لباس میں باہر نکل کر نظروں کو دعوت نظارہ دینا، جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنا، شہوانی ماحول کو بڑھاوا دینا وغیرہ کیا کم مصیبت اور فتنے کے کام ہیں، قرآن نے اگر نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے تو "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" (اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں) سے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور اگر نکلنا ہو تو فرمایا: "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجٰهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى" (احزاب ۳۳/ ۳۳) اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ یہ احکام اسی لیے ہیں کہ آدمی زنا کا ارتکاب تو دور کی بات ہے اس کے قریب بھی نہ جا سکے۔ اسی لیے علما فرماتے ہیں: بخار روکنے کے لیے نزلہ روکو طاعون سے بچنے کے لیے چوہوں کو ہلاک کرو، مہلک جراثیم سے بچنے کے لیے صفائی کا اہتمام کرو، پردے کی فرضیت، گانے باجے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے ہی کے لیے ہے، لیکن افسوس کہ انسان اس خدا کی حکمت کو سمجھنے اور سوچنے کے لیے تیار نہیں۔

☆ اللہ کی نعمت پر خوشی منانا قرآن سے ثابت ہے ☆

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾"
(پ ۱۱، یونس:۱۰/۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔(کنز)

(۱) بعض علما نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اللہ کی رحمت قرآنِ کریم ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ رب فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:۲۱/۱۰۷) اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔(کنز)

قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاوّل میں خوشی منانا، نیکیاں کرنا بہتر ہے، کیوں کہ رب کی رحمت کے ملنے پر خوشی کرنی چاہیے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں، یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔ جس کا حکم قرآن نے دیا ہے، اور اس کا کوئی خاص طریقہ نہیں متعیّن کیا جس سے معلوم ہوا کہ اظہار خوشی کا جو بھی جائز طریقہ ہوگا بہر حال جائز اور مستحب ہی ہوگا۔

☆ مومنین کی کامیابی کا راز ☆

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ (المومنون: ۲۳/ا تا ۱۱)

بیشک مراد کو پہنچے (یعنی کامیاب ہوئے) ایمان والے۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات (توجہ) نہیں کرتے۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں۔ کہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔ تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ان آیات میں کامیابی کا راز یہ بتایا گیا ہے کہ

(۱) نماز کے ساتھ خشوع و خضوع بھی ہو، خدا سے ڈر کر عبادت کی جائے محض رسمی نماز نہ پڑھی جائے۔

(۲) لغو اور فضول باتوں، کاموں سے بچا جائے۔

(۳) اور اپنے مال کی زکات حساب سے ادا کی جائے۔

(۴) اپنی پارسائی کا خیال رکھا جائے، یعنی شرم گاہوں کی حفاظت پر توجہ دی جائے۔

(۵) ہاں! اپنی بیویوں باندیوں کا حق ادا کیا جائے تو اس میں کوئی ملامت نہیں۔

(۶) اور جو اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(۷) اور جو اپنے وعدوں اور عہدوں کی پابندی کرتے ہیں۔

(۸) نمازوں کی پابندی کرنے والے، اور ان کے حقوق کی رعایت کر کے ادا کرنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے حق دار ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وہ لوگ جو مومن ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن کامیابی کے ان رازوں سے واقف

نہیں یاواقف ہیں عمل پیرانہیں وہ جنت الفردوس سے محروم رہنے والوں میں ہیں۔
کامیابی اور اصلاح معاشرہ کی یہ باتیں اہل ایمان کے لیے قابل توجہ ہیں۔

☆ برے نام سے پکارنے کی مذمت ☆

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (پ۲۶، الحجرٰت:۱۱/۴۹)

اے ایمان والو! نہ مرد مَردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو (گناہ کر کے) توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

(۱) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ مسلمان کو گدھا، کتا، سور وغیرہ نہ کہو۔ (۲) دوسرا یہ کہ جس گنہگار نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعنہ نہ دو۔ (۳) تیسرا یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو۔ او کانے، او ٹینی، او لنگڑے، اندھے کہہ کر نہ پکارو اگرچہ یہ بیماریاں اس میں ہوں۔ (۴) چوتھا یہ کہ جو لقب عرفی نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اسے تکلیف نہ ہوتی ہو تو ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے کلّو، گورا، ناٹا، لمبا وغیرہ کہہ کر پکارنا اگرچہ جائز ہے مگر اس کے جائز ہونے کے باوجود بہتر یہی ہے کہ اصل نام سے پکارا جائے اور اصل نام کو رواج دیا جائے۔

(۵) یعنی ایسی حرکتیں فسق ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو ان سب حرکتوں

سے علٰحدہ رہو۔

(٦) اس سے وہ فرقہ عبرت پکڑیں جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے اور ان کو برے القاب سے یاد کرتے ہیں جب عام مسلمانوں کو برے لقب سے یاد کرنا منع ہے تو صحابہ کرام جو اصحاب رسول ہیں انھیں برا کہنا یا ان کی بعض لغزشوں کو اچھالنا اور ان کی اجتہادی خطاؤں کا مزہ لے لے کر تذکرہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؛ جب کہ خود سرکار اقدس ﷺ نے فرمادیا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو لعن طعن کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو ان سے محبت کرے گا وہ میری ہی محبت کی وجہ سے اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ایسا کرے گا۔ جو انھیں تکلیف دے گا مجھے تکلیف دے گا اور جو مجھے ایذا دے گا وہ گویا خدا کو ایذا دے گا اور جو خدا کو ایذا دے گا وہ عنقریب اسے عذاب میں پکڑے گا۔ (ترمذی ۲/۲۲٦۔ ابواب المناقب، مشکاۃ، ص:۵۵۴)

صحابہ میں کسی کی برائی بیان کرنا غیبت بھی ہے اور غیبت کی مذمت محتاج بیان نہیں۔ جب عام مسلمان کی غیبت حرام ہے تو صحابہ کرام کی غیبت کس درجہ حرام اور گناہ ہوگی اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں، افسوس آج کل بعض لوگ رافضیوں کی روش پر چل کر صحابہ کرام کی عظمتوں سے کھیل کر رہے ہیں، انھیں ایسی حرکتوں سے باز آجانا چاہیے ورنہ اس کا انجام بہت بھیانک ہے۔

☆ بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں ☆

بلا اجازت لیے کسی کے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ مکان کے باہر دروازے پر پہنچ کر مکان والے سے اجازت طلب کریں۔ اگر صاحب خانہ اجازت دے تو داخل ہوں۔ اور اگر وہ واپس لوٹا دے تو واپس لوٹ جائیں۔ اور اگر مکان میں کوئی موجود نہ ہو جب بھی اندر داخل نہ ہوں۔ اجازت لینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دروازے کے باہر کھڑے ہو کر صاحب خانہ کو بلند آواز سے سلام کرے۔ اور صاحب خانہ سلام کا جواب دے کر داخل

ہونے کی اجازت دے یا لوٹا دے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾(النور:۲۴/۲۷-۲۸)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو یہ تمھارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو

پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمھارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمھارے کاموں کو جانتا ہے۔

☆ گھروں میں آنے جانے کے اسلامی احکام ☆

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا معاشرہ پاکیزہ سے پاکیزہ تر بن جائے (جو دوسروں کے لیے بہترین نمونہ بھی ثابت ہو) اس لیے اجمالی طور پر یہاں ایسے قوانین کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ان پر عمل کر کے معاشرہ سنورتا، سدھرتا جائے۔ ایسے امور پر سخت پابندیاں لگا دی گئیں جن سے معاشرے میں خرابیاں جنم لیتی ہیں اور لاقانونیت پھیلتی اور حیا کا جنازہ نکلتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو ایسی ہدایات دی جا رہی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ حسن اخلاق سے آراستہ ہو کر ایک مثالی قوم کی طرح زندگی گزاریں اور دنیا پر چھا جائیں اور وہ طریقے اختیار کریں کہ معاشرے میں سرے سے برائیوں کی پیدائش ہی کو روکا جا سکے، اور مفاسد کا سدباب ہو، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں بے تکلف، بلا روک آزادانہ طور سے آنا جانا بند کر دیا جائے اور نظروں پر پہرے بیٹھا دیے جائیں اس کے لیے ضروری ہے کہ اب مسلمان آنے جانے ملنے ملانے کے اسلامی طور طریقے اور آداب بھی سیکھیں اور ان پر سختی

سے عمل کریں۔ ذیل میں وہ احکام بیان کیے جاتے ہیں جو مختصر مگر بہت جامع اور مفید ہیں۔

(۱) کسی کے دروازے پر جاکر آواز دے اب اگر گھر والوں نے پوچھا کون ہے؟ تو جواب میں اسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ ''میں ہوں''۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ''میں ہوں'' کہہ کر جواب دے دیا کرتے ہیں۔ اس جواب کو حضور اقدس ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا ہے بلکہ جواب میں اپنا نام پتہ وغیرہ بتا کر اجازت طلب کرے پھر اجازت ملنے پر ہی اندر جائے۔ ورنہ جو کچھ کہنا ہو کہہ کر واپس ہو جائے۔

(۲) اوروں کے گھروں میں داخلے کے لیے صرف یہی نہیں کہ اجازت لے کر جائے بلکہ دوسروں کے گھروں میں باہر سے نگاہ ڈالنا یا کسی طرح گھر کے خفیہ حالات معلوم کرنا (مثلاً دیواروں سے کان لگا کر باتیں سننا) بھی شرعاً جرم اور گناہ ہے، اسلام میں اس کی ہرگز اجازت نہیں۔

(۳) سلام اور اجازت طلبی کا حکم جس طرح بینا (آنکھ والے) کے لیے ہے یوں ہی نابینا کے لیے بھی ہے، مانا کہ وہ نابینا ہے کچھ دیکھ نہ سکے گا مگر یہ اپنے کانوں سے گھر والوں کی باتیں تو سن سکتا ہے، اور ہو سکتا ہے وہ باتیں غیروں کے سننے کی نہ ہوں۔ کیوں کہ دوسروں کے کن سوے لینا (ٹھوہ لینا) یہ خود ممنوع اور حرام ہے۔ پھر گھر والی عورتیں تو اس نابینا کو دیکھیں گی (حدیث میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے) اس طرح وہ خواہ مخواہ ایک گناہ میں ملوث ہوں گی۔ اور ہو سکتا ہے نابینا حسین اور جوان ہو اس پر فریفتہ ہونے کا خطرہ تو بہر حال ہے جو اسے نہیں مانتا اسے اپنی سمجھ داری پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

(۴) اجازت لینے کا یہ حکم جس طرح غیروں کے گھر جانے کے لیے ضروری ہے یوں ہی آدمی اپنی ماں، بہن اور دوسرے محارم کے گھر جائے تب بھی اجازت کا یہی حکم ہے کہ اولاً سلام و اجازت پھر داخلہ۔ یہ حکم جس طرح مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے بھی ہے کہ وہ بھی کسی کے گھر اجازت لے کر جائیں۔ بے دھڑک نہ گھس جائیں۔ وجہ یہی ہے کہ کیا معلوم وہ کس حال میں ہیں اور اس وقت گھر میں آنا ان کو کہیں گراں تو نہیں۔

پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ گھر میں مرد و عورت دونوں ہیں یا صرف ایک ہی۔ مرد ہوں عورتیں جائیں، عوتیں ہوں مرد جائیں کس قدر غیر مناسب اور نازیبا بات ہے۔

(۵) تین بار سلام کا حکم ہے یعنی ایک دو بار میں جواب نہ ملے تو تیسری بار سلام کر کے انتظار کرے اور ہر بار سلام کے بعد توقف کرے پھر جواب اور اجازت کے بعد گھر میں جائے ورنہ واپس ہو جائے۔

(٦) اجازت کبھی صریح ہوتی ہے کبھی ضمنی اور بالواسطہ مثلا کوئی دینی بزرگ ہے تو اس کے خادم کو کہہ دینا کافی ہے کہ آئیے یا لے آئیے۔ یہی حکم حاکموں کے لیے بھی ہے، کہ ان کے خدام کو اجازت حاکموں کے لیے کافی ہے، یہ بھی بالواسطہ اور ضمنی اجازت ہے۔

(۸) کسی کے دروازے پر زور سے نہ آواز دے نہ زور سے دروازہ کھٹکھٹائے۔

(۹) کال بیل ہو تو اس کا استعمال کرے، فون نمبر ہو تو فون سے آمد کی خبر کرے اور اجازت لے۔

(۱۰) دروازہ کھلا ہو تب بھی بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائے، دروازے کا کھلا ہونا، اجازت کی ہرگز علامت نہیں۔

(۱۱) دروازے پر پردہ پڑا ہو تو اس کو اٹھا کر اندر ہرگز نہ جھانکے، کہ سخت گناہ ہے اور پردہ ہو تب بھی دروازے کے سامنے کھڑا نہ ہو۔

اب آئیے قرآن حکیم کی ایک آیت ملاحظہ کریں جس میں اجازت طلب کا صریح حکم موجود ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔

☆ قرآن اور عظمت مساجد ☆

سورہ نور شریف میں بیوت اللہ یعنی اللہ کے گھروں کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہوئے رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾" (سورۂ نور:۲۴/۳۷)

ان گھروں میں جنھیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔ (کنزالایمان)

(۱) (بلند کرنے کا حکم دینے سے مراد یہ ہے) ان کی تعظیم وتطہیر لازم کی (یعنی مساجد کا ادب بھی بجالانا اور ان کو پاک ستھرا رکھنا بھی لازم فرمایا)۔

(۲) مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں، حضرت عبد اللہ بن عباس رضِی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مسجدیں بیت اللہ (اللہ کا گھر) ہیں، زمین میں۔

(۳) تسبیح سے مراد نمازیں ہیں، صبح کی تسبیح سے فجر اور شام سے ظہر و عصر اور مغرب و عشا مراد ہیں۔

(۴) (اس آیت میں اللہ کے نیک بندوں کی ایک خاص صفت بیان کی گئی ہے کہ تجارت اور خرید وفروخت) اللہ کی یاد اور اوقات نماز پر مسجدوں کی حاضری اور نماز سے غافل نہیں کرتی۔

(ایک مرتبہ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما بازار میں تھے، مسجد میں نماز کے لیے اقامت کہی گئی، آپ نے دیکھا کہ بازار والے اٹھے اور دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل

ہوگئے، تو فرمایا: آیت:

رجال لا تلهيهم الخ" ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔

(تلخیص: خزائن العرفان، از صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ)

(۵) مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے مسجدوں میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، اور اس میں ذکر خفی و جلی کی کوئی قید نہیں تو مسجدوں میں ہر طرح ذکر اللہ کی اجازت ثابت ہوئی، سری ہو یا جہری، ہاں جب کوئی مصلی نماز پڑھ رہا ہو تو البتہ ذکر جلی کی اس وقت ممانعت ہوگی، نہ کہ ہر وقت۔

(۶) اس آیت میں مساجد کی بلندی کا حکم ہے، یعنی مساجد عالیشان تعمیر کی جائیں لیکن افراط کی حد تک نہ ہوں کہ رفع البناء کا مطلب ہے عمارت بنانا، اٹھانا، چوں کہ عمارت زمین سے اونچی ہی اٹھتی ہے اس لیے تُرفع کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ افراط کی حد تک اس کو بلند کیا جائے، کیوں کہ عمارات مسجد کے سلسلے میں فخر و مباہات کو حدیث میں آثار قیامت سے شمار کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو:

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ. (حجۃ اللہ علی العالمین، ج:۲، ص:۸۳۰ بحوالہ مسند امام احمد)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی جب قیامت آئے گی تو مسلمان ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بڑی بڑی شان دار مسجدیں بنوائیں گے اور پھر ان مساجد پر ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر ظاہر کریں گے اور یوں کہیں گے کہ میری مسجد تمھاری مسجد سے زیادہ اونچی اور زیادہ شان دار ہے۔ میرے گاؤں کی مسجد تمھارے گاؤں کی مسجد سے زیادہ لمبی چوڑی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مسجدوں کو اس نیت سے اونچی پختہ اور شان دار بنانا کہ یہ اسلام کا نشان ہے اور اس

سے کفار کی نظروں میں اسلام کی عظمت وہیبت ظاہر ہوگی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ اس سے خوش ہوں گے تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔(قیامت کب آئے گی ؟، ص:۳۵)

☆ مسجدیں تعمیر کرنا مسلمانوں کا کام ہے ☆

مسجدوں کو تعمیر کرنا صرف مسلمانوں کا کام ہے۔ کافر کی بنائی ہوئی مسجد ہرگز ہرگز مسجد نہیں ہے۔ بعض سیاست زدہ مسلمان ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے مسجد کی تعمیر میں کفار کا چندہ لے کر مسجد میں لگایا کرتے ہیں۔ یہ بالکل حرام وناجائز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا صاف صاف فرمان ہے کہ:

"مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ (التوبہ:۹/ ۱۸،۱۷)

مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

حضرت صدر الافاضل مفسر قرآن اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مؤمنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لیے وہ نہیں بنائی گئیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔(تفسیر خزائن العرفان)

☆ مسجدوں کو صاف سُتھری رکھنے کا حکم ہے ☆

مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کی صفائی، ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

"وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴿۱۲۵﴾" (البقرہ۲:آیت۱۲۵)

اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔

مسجد میں کوئی نجاست یا کوڑا کچرا ڈالنا۔ یا کوئی بدبو کرنے والی چیز لے کر مسجد میں جانا حرام ہے۔ مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور خراب چیزوں کی بو سے بچانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں سے کبوتروں، چڑیوں، اور ابابیلوں کے گھونسلوں کو نکال کر پھینک دینا لازم ہے تاکہ مسجدیں ان کی بیٹوں سے گندی نہ ہونے پائیں۔ اور مسجد کے احترام کی وجہ سے مسجدوں میں جھاڑو دے کر اس کے کوڑے کو کسی گندی جگہ میں نہ پھینکیں۔ بلکہ کہیں صاف جگہ پر ڈالیں۔ یا دفن کر دیں۔

مسجدوں میں جھاڑو لگانا۔ اور صفائی ستھرائی کرنے کی فضیلت ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ:

ایک حبشی مرد یا ایک عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور ﷺ کو اس کا علم نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس کو یاد فرمایا۔ اور لوگوں سے پوچھا کہ وہ آدمی کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس کا رات میں انتقال ہوا۔ اور لوگوں نے اس کو اہمیت نہیں دی۔ اور رات ہی میں اس کو دفن کر دیا۔ اس لیے آپ کو مطلع نہیں کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کی قبر تک میری راہنمائی کرو۔ پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

(بخاری، ج:۱، ص:۱۷۸)

سبحان اللہ !اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی رحمت عالم کی نظروں میں کتنی عزت ووقعت تھی کہ آپ نے اس کے دفن کی اطلاع نہ دینے والوں سے خفگی کا اظہار فرمایا۔

اور اس کی قبر پر تشریف لے جاکر اس کی نماز جنازہ پڑھی یا دعا کی۔ ظاہر ہے کہ یہ مسجد میں جھاڑو دینے والے کی کتنی بڑی سعادت، اور کتنی عظیم فضیلت ہے۔

بعض مسلمان مسجد میں جاڑو دینے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور بعض مسلمان مسجد میں جھاڑو دینے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی اور محرومی ہے کہ ثواب کے کام کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ثواب کا کام کرنے والوں کو حقیر جانتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اوپر کی حدیث وآیت سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔ خداوند کریم ہم سب کو ہدایت کا نور عطا فرمائے۔ آمین (از مسائل القرآن)

☆ کافروں کی خوش حالی اور ایمان والوں کی تنگ حالی ☆

اللہ تعالی دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾'' (عنکبوت ۶۴/۲۹)

اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچّی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

آج کل کفار و مشرکین اور دوسرے بدمذہب لوگوں کی دنیاوی خوش حالی اور آسائش دیکھ کر بعض اسلامی بھائی بہت رنجیدہ اور ملول ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا بات ہے ساری دولت اور نعمت ان کافروں کے ہی حصے میں آئی ہے، گویا دنیاوی دولتوں کی وجہ سے ان کو اپنے اوپر فوقیت دیتے ہیں۔ حالاں کہ عنداللہ ان دنیاوی مال اور اسباب کی کچھ بھی اہمیت نہیں۔ جبھی تو فرمایا:

"قُلْ مَتٰعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا"
﴿۷۷﴾ (النساء:۴/۷۷)

(اے محبوب!) تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (کنزالایمان)

یعنی دنیا اور دنیا کی پونجی کوئی حقیقت نہیں رکھتی کیوں کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اور آخرت باقی ہے ایمان والوں کے لیے آخرت کی باقی رہنے والی نعمتیں ہیں اگر چہ وہ دنیا میں تنگ دست ہوں۔ اس لیے تو حدیث شریف میں ہے:

"الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ"۔(الصحيح للمسلم، ج:۸، ص:۲۱۰، رقم الحديث: ۷۶۰۶، المكتبة الشاملة/ جامع صغير للسيوطى، ص: ۲۶۰، حديث: ٤٢٧٥)

ترجمہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔

لہٰذا دنیا اگر کافروں کو ملی ہے تو اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے، کیا دنیا کی کوئی قدر بھی ہے اگر دنیا قدر والی ہوتی تو کافر کو ملتی ہی نہیں۔ ہمارے آقا پیارے مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ۔ (ترمذی شریف، کتاب الزہد، ص:۵۶، مجلس برکات، مبارک پور)

"اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پینے دیتا۔"

تو اس بے قدر دنیا کے ملنے پر کافر تو خوش ہو سکتا ہے، مومن کے لیے کوئی جائے مسرت نہیں، نہ یہ دنیا اور اس کی دولت مومن کے نزدیک کوئی اہمیت رکھتی ہے، اصلا یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے اور دینی مزاج سے دوری کہ کافروں کی دولت دیکھ کر ہم حسرت وافسوس کرنے لگتے ہیں اور اسی کو تفوق وبلندی کا معیار قرار دینے لگتے ہیں۔ قرآن پاک اور احادیث رسول کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ یا اس قسم کے اعتراضات واشکالات کچھ حقیقت

نہیں رکھتے، سب کا جواب موجود ہے۔ علم کی کمی کی وجہ سے ہمارا ذہن ان جوابات کی طرف نہیں جاتا، اور کچھ دنیا کی محبت کا بھی دخل ہے۔ دنیا کی جب محبت دل میں بیٹھی ہوگی تو جواب سمجھ میں نہیں آئے گا، دل کو دنیا کی محبت سے خالی کر لیا جائے تو ضرور بہ آسانی سارے اشکالات حل ہوتے نظر آئیں گے۔

☆ حکیم لقمان کی انمول نصیحتیں ☆

"وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾" (سورۃ لقمان: ۳۱/ ۱۲)

اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا۔(کنزالایمان)

اور اب اس کے بعد "وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ" سے "اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوٰتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ" آیت ۱۹/ تک حضرت لقمان حکیم کے حکمت آموز کلمات ارشاد ہوئے اب ان کے قیمتی ارشادات جنہیں قرآن نے بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہوں:

(۱) یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾

اے میرے، بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا۔ بے شک شرک بڑا ظلم (گناہ) ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالی نے والدین کی عظمت بیان کرتے ہوئے ان کے شکریے کا حکم دیا پھر نصائح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

(۲) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسٰنَ بِوٰلِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوٰلِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جٰهَدٰکَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے

اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمھیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے۔

پھر حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا:

(۳) یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾

اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبر دار ہے۔ (یعنی ہر کھلی چھپی کا حساب فرمائے گا۔)

(۴) یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ (قائم رکھ)

(۵) وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

اور اچھی بات کا حکم دے

(۶) وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور بُری بات سے منع کر

(۷) وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾

اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔

(۸) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر (رخ نہ پھیر)

(۹) وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾

اور زمین میں اِتراتا نہ چل بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر کرتا۔

(۱۰) وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ

اور میانہ چال چل (نہ بہت تیز نہ بہت آہستہ)

(۱۱) وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾

اور اپنی آواز کچھ پست کر بیشک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز۔

(سورۃ لقمان: ۳۱/ ۱۳ تا ۱۹)

یہ انمول نصیحتیں دینی و دنیوی، شرعی واخلاقی، خوبیوں اور کمالات پر مشتمل ہیں۔ جو آج بھی اپنے اندر پوری معنویت رکھتی ہیں، قرآن نے جنہیں محفوظ رکھ کر ہمیں ان پر چلنے کی تاکید کی ہے اور والدین کے لیے ایک نمونہ پیش کر دیا ہے آج ہم قرآن پاک کی صرف تلاوت کے عادی ہو گئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کیا کہتا ہے اس پر بھی توجہ دیں، اور قرآنی ارشادات وہدایات پر عمل پیرا ہوں ان چمکتے دمکتے اور بیش قیمت موتیوں سے اپنے گھروں اور معاشرے کو جگمگانے کی پوری کوشش کریں۔ اور یہ جان لیں کہ یہ کلام ربانی ہے اس کے مخاطب ہم ہی ہیں اور اس کا کلام سراپا حق اور سچ ہے اور کسی بندۂ مومن کو اس کے بغیر چارہ نہیں۔

قرآن اور عظمت والدین

قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے والدین کی عظمتوں کا خوب تذکرہ فرمایا ہے۔ ذیل میں چند آیات اور پھر چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں:

خداوند قدوس اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

آیت ①: وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسٰنًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ﴿۲۴﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:۱۷، آیت:۲۳،۲۴)

ترجمہ: اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں (ضعف کا غلبہ ہوا، اعضا میں قوت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسی ہی وہ آخری عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں) تو ان سے ہُوں نہ کہنا (یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت میں کچھ گرانی ہے) اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا (اور حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا)۔

اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے (یعنی بہ نرمی و تواضع پیش آ اور ان کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت و مَحبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے مَحبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر) اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھوٹے پن میں پالا (مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا، اس لیے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الٰہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یاربّ میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو)۔

فوائد:

(۱) ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے، یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔

(۲) ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔

(۳) آیت (رَّبِّ ارْحَمْهُمَا الخ) سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے، مُردوں کے ایصالِ ثواب میں بھی ان کے لیے دعائے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لیے یہ آیت اصل ہے۔

(۴) والدین کافر ہوں تو ان کے لیے ہدایت و ایمان کی دعا کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔

آیت ۲: ایک دوسری جگہ بنی اسرائیل سے اپنے عہد کو یاد دلاتے ہوئے خدائے تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا.

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (کنز الایمان)

اس آیت اور اس کے پہلے والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد ہی والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت اللہ کی عبادت کے بعد بڑی اہم ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انھیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔

مسائل:

(۱) اگر والدین اپنی خدمت کے لیے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے اُن کی

خدمت نفل سے مقدّم ہے۔

(۲) واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جاسکتے۔

☆ والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں:

(۱) تہِ دل سے ان کے ساتھ محبّت رکھے

(۲) رفتار و گفتار، نشست و برخاست میں اَدب لازم جانے۔

(۳) اُن کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے۔

(۴) ان کو راضِی کرنے کی سعی کرتا رہے۔

(۵) اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے۔ بلکہ خرچ کرے۔

(۶) اُن کے مرنے کے بعد اُن کی وصیتیں جاری کرے۔

(۷) اُن کے لیے فاتحہ صدقات تلاوتِ قرآن سے ایصالِ ثواب کرے۔

(۸) اللہ تعالیٰ سے اُن کی مغفرت کی دُعا کرے۔

(۹) ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (تفسیر فتح العزیز، خزائن العرفان)

آیت ③: ایک اور جگہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اس طرح تاکید اور حکم فرماتا ہے: ''وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا.''

ترجمہ: اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (سورہ لقمان:۳۱: ۱۵)

آیت ④: ایک اور جگہ خصوصاً والدہ کی تکالیف کو یاد دلا کر احسان کا حکم فرمایا:

''وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسٰنَ بِوٰلِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا.''

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ صرف جائز حدود تک ہونا چاہیے ایسا نہیں کہ

ان کی دل داری کے لیے کوئی غلط اور غیر شرعی اقدام بھی روا سمجھ لیا جائے، اس سلسلے میں قرآن کی واضح ہدایت موجود ہے، ارشاد باری ہے:

آیت⑤: وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جٰهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا. (عنکبوت:۸/۲۹)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مان۔ (کنز)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سابقین اولین صحابہ میں سے تھے، اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تونے یہ کیا نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ پیوں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لیے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا، نہ پیا، نہ سایے میں بیٹھی اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا محبوب دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہوگئی تو کھانے پینے لگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے؛ کیونکہ ایسی اطاعت کسی مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔

آیت⑥: ''وَوَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَيْكَ۔''

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ (کنز)

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی انتہا نہ رکھی کہ انھیں اپنے عظیم حق کے ساتھ شمار کیا۔ حضرت سفیان بن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔ (خزائن العرفان)

احادیث بابت حقوق والدین

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی نگہداشت سے متعلق حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث①:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ». قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ « مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ».(مسلم شریف ثانی، صفحہ:۳۱۴/ مشکوۃ شریف، صفحہ:۴۱۸،اصح المطابع)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک بار فرمایا: خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر ناک آلود ہو اس کی ناک، عرض کی گئی کس کی؟ یارسول اللہ! فرمایا: اس کی جس نے بوڑھے ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک کو پایا پھر جنتی نہ ہوا۔

یعنی ان کی خدمت نہ کی، نہ کسی اور طرح ان کی خوش نودی حاصل کی جس کے سبب وہ جنت کا مستحق ہوتا، اس وعید شدید سے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے سبق حاصل کریں اور اپنا انجام بد معلوم کرلیں۔

حدیث②:

وعنه عليه السلام: «إياكم وعقوق الوالدين فإن الجنة يوجد ريحها من مسيرة ألف عام ولا يجد عاق ولا قاطع رحم ولا شيخ زان ولا جارّ إزاره خيلاء إن الكبرياء لله رب العالمين.» (تفسیر مدارک، ج:۲،ص:۳۱۲،احیاء الکتب، مصر)

ترجمہ: حضور محسنِ انسانیت ﷺ فرماتے ہیں، والدین کا نافرمان اس کی خوش بو نہ سونگھ سکے گا، اور اسی طرح، رشتہ توڑنے والا، بوڑھا زانی، اور تکبر سے اپنا ازار (تہبند) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا بھی جنت کی خوش بو نہ پائے گا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا: بلا شبہہ کبریائی تو صرف رب العالمین ہی کو لائق ہے۔

حدیث③:

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ « مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتُمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ». قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ « نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَشْتُمُ أُمَّهُ فَيَشْتُمُ أُمَّهُ »(بخاری، مسلم، ترمذی، صفحہ:۱۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہوں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ !کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے ؟ حضور نے فرمایا: ہاں! جب کہ وہ کسی شخص کے ماں باپ کو گالی دے اور جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (مشکوۃ، صفحہ:۴۱۹)

حدیث④:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ تَعَالىٰ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «ثَلاَثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لاَ شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ ».(ترمذی،۲/ ۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں : اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جن کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بیٹے پر بددعا۔

لہذا اولاد کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی حرکت سے پرہیز کرے جس کے سبب والدین کو اس کے حق میں بددعا کرنی پڑے اور والدین کو بھی حتی الامکان ان پر بددعا کرنے سے بچنا چاہیے

ورنہ مقبول ہونے پر خود ہی پچھتانا پڑے گا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

حدیث⑤:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ؛ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً». قَالُوا: وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ؛ اللَّهُ أَكْثَرُ وَأَطْيَبُ»(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ، ص:۴۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی اطاعت شعار فرزند اپنے والدین کو ایک بار نگاہ مہر و کرم سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک مقبول حج لکھے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! خواہ ہر دن سو بار دیکھے؟ فرمایا: ہاں، الہ (اللہ) بہت بڑا اور بہت طیب ہے۔

حدیث⑥:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ تَعَالىٰ اللَّهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : الْكَبَائِرُ الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ.(مشکاۃ، ص:۱۷، بحوالہ بخاری)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے گناہوں میں سے (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۳) کسی جان کو بلا وجہ شرعی قتل کرنا۔ (۴) جھوٹی قسم کھانا ہے۔

حدیث⑦:

عن ابن عباس رَضِيَ تَعَالىٰ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن أشد الناس عذابا يوم القيامة من قتل نبيا، أو قتله نبي، أو قتل أحد والديه، والمصورون، وعالم لم ينتفع بعلمه "(اخرجہ البیہقی، کذا فی الدر المنثور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب والا وہ ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کر دیا، یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا ہو، یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا ہو، اور تصویر کھینچنے والوں کو اور

اس عالم کو بھی سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع نہ حاصل کیا [یعنی عمل نہ کیا]۔

حدیث ⑧:

عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ رَضِيَ تَعَالٰى اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لاَ يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلاَ الْعُمْرَةَ وَلاَ الظَّعْنَ. قَالَ « حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ.»(رواہ الترمذی وأبوداود والنسائی وکذافی المشکاۃ)

ترجمہ: حضرت ابورَزین عُقیلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! یقیناً میرے والد بہت بوڑھے ہیں جو حج وعمرہ اور سفر کی طاقت وقوت نہیں رکھتے، ارشاد فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔ (مشکوۃ، ص:۲۲۲)

حدیث ⑨:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ تَعَالٰى اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّى أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ « هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ ». قَالَ لاَ. قَالَ « هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ ». قَالَ نَعَمْ. قَالَ « فَبِرَّهَا ».(رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضور نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا نہیں پھر فرمایا: کیا تیری کوئی خالہ ہے عرض کیا ہاں، فرمایا تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (مشکوۃ المصابیح، ص:۴۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ماں یا خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے بہت سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اس کی وجہ سے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔

حدیث ⑩:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ تَعَالٰى اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بَرَّ أَبَاهُ مَنْ حَدَّ إِلَيْهِ الطَّرْفَ »(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے اپنے والد کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا، جس نے اپنے والد کو تیز نظر سے دیکھا، یعنی نگاہ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ (تفسیر در منثور، ۴/۱۷۱)

حدیث⑪:

عَنْ أَنَس بْنَ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمْرِهِ ، وَأَنْ يُزِيْدَ فِي رِزْقِهِ ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ خدائے تعالی، اس کی عمر میں برکت دے اور اس کا رزق بڑھائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھے۔ (تفسیر در منثور، ۴/۱۷۳)

حدیث⑫:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ تَعَالىٰ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عِفُّوا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ وَبَرُّوا آبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ أَبْنَاؤُكُمْ وَمَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ مُتَنَصِّلاً فَلْيَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ أَوْ مُبْطِلاً فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ. (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وصححہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن ہو جاؤ، ایسا کرنے سے تمھاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے باپوں کے ساتھ حسن سلوک کرو ایسا کرنے سے تمھارے بیٹے تمھارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت چاہتا آئے تو اس کی معذرت قبول کر لینی چاہیے وہ حق پر ہو خواہ ناحق پر، اگر کسی نے ایسا نہ کیا (یعنی معذرت نہ قبول کی) تو وہ میرے حوض کوثر پر نہ آئے، یعنی اس کو میرے حوض کوثر سے سیراب ہونے کا حق نہیں۔ (مستدرک حاکم، /۱۵۴)



بیادگار

پیرانِ پیر غوث اعظم دستگیر حضرت شیخ سید نامحی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی
علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی: ۵۶۱ھ)

آئینــــــــــــــــہ

دارالعلوم قادریـــہ، چریاکوٹ، مئو

نامِ تاریخی

شان رضا

۱۳۵۲ھ

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ	تا	۲۹/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ
یکم مئی ۲۰۱۸ء	تا	۷/اپریل ۲۰۱۹ء

پیش کردہ

ارکان دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو ۲۷۶۱۲۹

Mobile: 9451081809 ----- 9984849897

زیر سایۂ روحانیت

{۱}

فاتح چریاکوٹ، قدوۃ العارفین، حضرت ابوالجلال مخدوم **قاضی محمد اسماعیل** عباسی چریاکوٹی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی: ۱۴؍ رجب المرجب ۸۲۲ھ)

{۲}

شیخ الاسلام، زبدۃ السالکین، عارف باللہ حضرت مولانا **قاضی عنایت حسین** عباسی آبادانی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۲۰؍ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ)

{۳}

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ **حافظ عبدالعزیز محدث** مرادآبادی

علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، (متوفی: یکم جمادی الآخرہ، ۱۳۹۷ھ)

[زیر سرپرستی]

عزیز ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ الحاج **عبدالحفیظ** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

اسٹاف دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

(۱) حضرت مولانا حافظ محمد عبد السلام صاحب	صدر المدرسین	دار العلوم ھٰذا
(۲) حضرت مولانا اختر الاسلام صاحب چریاکوٹی	مدرس	//
(۳) حضرت مولانا طارق محمود صاحب چریاکوٹی	//	//
(۴) حضرت مولانا محمد نسیم صاحب بھدوہی	//	//
(۵) حضرت مولانا محمد توصیف رضا صاحب ازہری	//	//
(۶) حافظ و قاری غلام مصطفیٰ صاحب مصباحی	//	//
(۷) مولانا لئیق احمد صاحب برکاتی چریاکوٹی	//	//
(۸) الحاج ماسٹر اقبال احمد صاحب چریاکوٹی	//	//
(۹) ماسٹر ممتاز احمد صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۰) ماسٹر محمد نسیم صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۱) مولانا انور علی صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۲) ماسٹر للو احمد صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۳) ماسٹر ظفر محمود صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۴) ماسٹر محمد سلیم صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۵) ماسٹر عبد المقیت صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۶) ماسٹر رضوان احمد صاحب چریاکوٹی	//	//
(۱۷) محترمہ سنجیدہ بانو صاحبہ چریاکوٹی	معلمہ دار البنات	//
(۱۸) محترمہ زرینہ بانو صاحبہ، چریاکوٹی	//	//
(۱۹) حافظ محمد شمیم صاحب چریاکوٹی	دفتر انچارج	//
(۲۰) جناب محمد علیم صاحب چریاکوٹی	باورچی	//
(۲۱) اصغر علی صاحب چریاکوٹی	جاروب کش	//

طلبہ ومدرسین کے میزبان

مسجد آباد

حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب

جناب حیدر علی صاحب

جناب محمد شمیم صاحب

جناب رحیم اللہ صاحب

جناب غلام سرور صاحب

جناب شمس الدین صاحب

جناب عبداللہ صاحب پان والے

سرائے محلہ

جناب ماسٹر الحاج اقبال احمد صاحب

ولی نگر

جناب ابوالبشر، ٹینٹ ہاؤس صاحب

پختہ چوک

جناب شیر افگن صاحب

پچھّم محلہ

جناب محمد امین منصوری صاحب

جناب محمد اسلم صاحب

جناب عین الحق صاحب

جناب الحاج محمد مظہر صاحب

جناب رستم عزیز صاحب

بقعہ آباد

جناب محمد افضل راجو مرغا والے

پورب محلہ

جناب محمد عظمت صاحب

جناب ظفر صاحب

جناب حاجی صلاح الدین صاحب

جناب شکیل احمد پان والے صاحب

جناب محمد امتیاز صاحب

جناب محمد اعجاز احمد صاحب

قریشی محلہ

جناب محمد انیس صاحب

جناب عبدالمنان قریشی صاحب

پرائمری اسکول

جناب محمد مبین صاحب

جناب انیس احمد صاحب

مہتوانہ

جناب حاجی علی حسین صاحب

محمد نذر الدین شاہ صاحب

محمد ثقلین خاں

تھانہ قدیم

جناب ریاض الدین صاحب

جناب ارشد گاڑی والے صاحب

جناب حافظ جاوید احمد صاحب

جناب مستقیم احمد صاحب

جناب حاجی ارشاد احمد صاحب

جناب اکبر علی عرف چھیدی صاحب

جناب زین الدین خاں صاحب

کتب موقوفہ

برائے دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

برائے ایصال ثواب

جناب عبدالحمید مرحوم، چریاکوٹ قرآن مجید مع رحل ۶/ عدد

منجانب: مولانا غلام جیلانی، دیوریا قواعد النحو ۱۰/ عدد

برائے ایصال ثواب

مرحوم ماسٹر مقصود عباسی، چریاکوٹ مئو

کافیۃ النحو ۶/ عدد ، قانون شریعت کامل ۱۰/ عدد ، معرفۃ التجوید ۲۰/ عدد

برائے ایصال ثواب

مرحوم نظام الدین، کرہاں، مئو

بوستاں ۵/ عدد، گلستاں ۵/ عدد، ریاض الصالحین ۶/ عدد، قواعد املا وانشا اول ۱۰/ عدد، مصباح الانشاء دوم ۱۰/ عدد، فیض الادب کامل ۱۵/ عدد، ہدایۃ النحو ۵/ عدد

منجانب: حکیم محمد نسیم خاں صاحب، چریاکوٹ

ھدایۃ النحو ۵/ عدد ، قانون شریعت ۵/ عدد ، نور الایضاح ۳/ عدد ، قواعد الصرف اول ۱۰/ عدد، امداد اللبیب ۱۰/ عدد، مجانی الادب ۱۰/ عدد، مصباح الانشاء سوم ۱۰/ عدد، الادب الجمیل ۳/ عدد، منہاج العربیہ سوم ۱۶/ عدد، قواعد الصرف دوم ۱۲/ عدد، کبریٰ ۱۰/ عدد مصباح الانشاء اول ۵/ عدد، مختصر القدوری ۳/ عدد، ھدایۃ النحو ۵/ عدد

برائے ایصال ثواب

عبدالرزاق مرحوم، دولہہ پور، غازی پور

عبدالقدوس مرحوم، موضع موھنیا، کنہریا، بائسی، پورنیہ

صحیح ابن خزیمہ اول، دوم، سوم



جنریٹر کی خریداری اور اہل خیر حضرات کی نوازش

بجلی بتی کے غائب ہونے کا معاملہ آج کل بڑا گمبھیر صورت اختیار کر گیا ہے، کسی تعلیمی ادارے کے لیے ہر وقت روشنی کا ہونا ایک لازمی چیز ہے، کہ اس کے بغیر تعلیمی کارواں آگے نہیں بڑھ سکتا ——— اس صورت کے پیش نظر ارباب حل و عقد اور اساتذہ نے چند اہل خیر حضرات سے رابطہ قائم کیا اور اس ضرورت کو سامنے رکھا تو الحمد للہ درد مند حضرات نے ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے، کھلے دل سے اپنا اپنا تعاون پیش کیا، جس کے نتیجے میں ایک اچھا سا جنریٹر خرید لیا گیا اور ادارہ ایک بڑے بوجھ سے بچ گیا۔

آج حسب ضرورت وہ جنریٹر اندھیرے میں اجالا بکھیرنے کا کام کر رہا ہے، جن اصحاب خیر نے اس سلسلے میں اپنا دست تعاون دراز کیا ان کا ادارہ بہت بہت شکر گزار اور دعا گو ہے کہ رب کائنات، ضرورت مند مہمانان رسول کے لیے، روشنی کا انتظام کرنے والوں کو جزائے خیر اور اجر جزیل سے نوازے اور دونوں جہاں میں انھیں خیر و برکت اور امن و عافیت سے ہم کنار کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ الصلاۃ والتسلیم۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

(ناظم)

اجمالی روداد دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ تا ۲۹؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

یکم مئی ۲۰۱۸ء تا ۷؍اپریل ۲۰۱۹ء

حضرت مولانا محمد عبد المبین صاحب نعمانی	مقامی و بیرونی	226595
حضرت مولانا محمد اختر الاسلام صاحب چریاکوٹی	کولکاتا، بنارس، پٹنہ، اعظم گڑھ	136139
حضرت مولانا لئیق احمد صاحب برکاتی چریاکوٹی	مالیگاؤں، بھیونڈی ممبئی	132948
حضرت مولانا ظفر الاسلام صاحب اعظمی	ادری، مئو	5056
حضرت حافظ عبد السلام صاحب	کولکاتا	73954
حضرت مولانا احمد علی صاحب چریاکوٹی	بنارس، مئو، اعظم گڑھ	75453
حضرت مولانا انور علی صاحب چریاکوٹی	مئو، اعظم گڑھ، غازی پور	50398
حضرت مولانا محمد عارف نعمانی مصباحی	مئو، اعظم گڑھ، غازی پور	46494
ایک اہل خیر صاحب	ناگپور، غازیپور، اعظم گڑھ	177030
حضرت مولانا محمد نسیم صاحب	غازی پور، ممبئی، گجرات	82450
حافظ امتیاز احمد صاحب	بھیونڈی، ممبئی	72066
جناب حیدر علی صاحب چریاکوٹی	مئو، اعظم گڑھ، غازی پور	188587
ایک اہل خیر صاحب	گورکھ پور، لکھنؤ	25500
جناب عتیق احمد صاحب چریاکوٹی	جھارسوگڑھ، ناگ پور	18370
مولوی تنویر احمد صاحب	نیت پور، اعظم گڑھ	2000

مولانا الطاف صاحب	گجرات	92000
قاری غلام مصطفیٰ صاحب	اعظم گڑھ، گورکھپور	10360
حضرت مولانا محمد توصیف صاحب	پورنیہ	8716
حافظ محمد شمیم صاحب چریاکوٹی	اعظم گڑھ، غازی پور	95551
مولوی سمیر صاحب	گجرات	11307
محمد کریم اللہ صاحب بھاٹ پار	دیوریا، مہرونہ	7582
جناب محمد اسلم خاں صاحب چریاکوٹی	الہ آباد	12050
حضرت مولانا عبدالسلام نعمانی	ہزاری باغ	3846
قاری محمد منور صاحب	ممبئی	22700
ماسٹر محمد علی للن صاحب چریاکوٹی	فیض آباد، دہلی	10052
حافظ محمد تسلیم صاحب	ممبئی	18000



اجمالی آمد و خرچ دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ تا ۲۹ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

یکم مئی ۲۰۱۸ء تا ۷؍اپریل ۲۰۱۹ء

آمدنی

آمدنی	پیسے	روپے
تحویل سابق ۱۸ - ۲۰۱۷ء	00	93195
بذریعہ مدرسین وارکان زکات، فطرہ، عطیہ، بشمول ربیع النور	00	540348
منی آرڈر (اقطار ہند)	00	68930
چرم قربانی وعقیقہ	00	40070
فروختگی اشیا	00	54907
فیس داخلہ وماہانہ پرائمری وجونیئر	00	85412
بذریعہ سفرا رمضان شریف	00	1605204
کل آمدنی	00	2488066
کل خرچ	00	2246826
بچت	00	241240
گندم، چاول، دھان، آٹا	465 گرام	4061 کلو

نوٹ: واضح رہے کہ یہ آخر رجب تک کا حساب ہے اور باقی رقم شعبان ورمضان کے اخراجات کے لیے ہے۔ (ناظم اعلیٰ)

اخراجات

تنخواہ مدرسین وملازمین	0	1087771
بسلسلۂ سفارت	0	487317
طباعت، روداد واشتہار رمضان	0	83430
تعمیر	0	1410
کتب ورسائل	0	6292
ڈاک، فون	0	6314
سفر خرچ	0	5850
روشنی	0	72746
فرنیچر، ٹاٹ پٹی وتپائی	0	20442
اسٹیشنری	0	4689
مطبخ (علاوہ غلہ)	0	367760
پانی (مرمت ہینڈ پائپ)	0	24851
جلسہ	0	27101
ضیافت	0	2699
علاج طلبہ	0	5093
امتحان	0	16976
متفرقات، صفائی لیٹرین وغیرہ	0	26085
کل اخراجات	0	2246826

☆☆☆

جناب ڈپٹی نذیر احمد عباسی چریاکوٹی مرحوم

------ کا مثالی کردار ------

دار العلوم قادریہ چریاکوٹ کی تاریخ میں جناب ڈپٹی نذیر احمد عباسی بن شیخ محمد عیسیٰ عباسی چریاکوٹی کا نام سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ بلا شبہہ چریاکوٹ کے رئیس اعظم تھے، کلکٹری کے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد مستقل گورکھ پور میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آج بھی آپ کے پس ماندگان میں سے بعض افراد گورکھ پور اور دوسرے مقامات میں موجود ہیں، اور دار العلوم قادریہ کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

۱۸؍ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

دار العلوم قادریہ کی موجودہ وسیع و عریض عمارت جس زمین پر واقع ہے، وہ آپ ہی کی وقف کردہ ہے جو آپ کی دین پروری، علم دوستی اور مسلمانان چریاکوٹ سے خیر خواہی کی روشن دلیل ہے، اور یقینا دار العلوم قادریہ آپ کے لیے ایک عظیم صدقہ جاریہ بھی ہے۔ مولی سبحانہ وتعالی اس دینی خدمت کے طفیل آپ کے درجات بلند فرمائے اور پس ماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم

ارکان: دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو، ۲۷۶۱۲۹



دار العلوم قادریہ چریاکوٹ کی طرف ایک نظر

دار العلوم قادریہ چریاکوٹ، ایک متوسط درجے کا دینی ادارہ ہے، جہاں درس وتدریس، دعوت وتبلیغ، اور نشر واشاعت کا ایک اچھا کام ہو رہا ہے، جہاں فی الحال درجات پرائمری وجونیر کلاس میں تقریباً تین سو (۳۰۰) بچے بچیاں زیر تعلیم ہیں جب کہ شعبہ حفظ قرآن وتجوید اور درس نظامی میں تقریباً ایک سو طلبہ زیر تعلیم وکفالت ہیں، تعلیم، تعمیر، کتب کی خریداری، مدرسین کے مشاہروں کا انتظام اہل خیر حضرات کی امداد وتعاون سے ہی انجام پاتا ہے۔اس مہنگائی کے زمانے میں کسی ادارے کو چلانا اور اس کے کثیر اخراجات کو پورا کرنا کوئی آسان کام نہیں، اس سلسلے میں ہمارے مخلص معاونین کی توجہ بنیادی حیثیت رکھتی ہے پورے حسابات الحمدللہ بڑی دیانت داری کے ساتھ رکھے جاتے ہیں، حسابات کا اجمالی خاکہ آمد وخرچ کی تفصیلات کے ساتھ ہر سال اہل خیر حضرات کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، جو ہمارے ادارے کی ایک بڑی خصوصیات ہے۔

اس سلسلے میں، بیرونی ومقامی وہ حضرات جو با معاوضہ یا بلا معاوضہ اس ضرورت مند ادارے کے لیے تعاون اور تحصیل کا کام کرتے ہیں ادارے کی ترقی کے لیے ان کی حیثیت بنیادی ہے۔ادارہ ایسے تمام ہی حضرات کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہے، جو روزہ رکھ کر سخت گرمیوں میں اہل خیر حضرات کے پاس جاتے، ان سے ملتے اور انھیں دار العلوم ہذا کے تعاون کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔یوں ہی وہ اہل ثروت حضرات بھی مبارک باد اور شکریے کے مستحق ہیں جو اپنا مخلصانہ تعاون پیش کر کے ادارے کے بوجھ کو ہلکا کرتے ہیں۔اللہ تعالی انھیں اپنی بے پایاں عنایتوں سے دونوں جہاں میں شاد کام وبامراد کرتے۔ان کی مشکلات کو حل فرمائے۔ان کے کاروبار میں برکتیں دے، آل واولاد کو شاد کام رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ الصلاۃ والتسلیم

محمد عبد المبین نعمانی قادری

یکم شعبان ۱۴۴۰ھ



دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ: اندرونی منظر




(دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو)